پالیسی بریفنگ

پاکستان کے بڑے شہروں میں خواتین کی سیاسی شمولیت: اصلاحات کے لیے تحقیقی نتائج

پاکستان میں 2018 کے عام انتخابات میں، مردوں کی نسبت خواتین ووٹوں کی تعداد ایک کروڑ دس لاکھ کم کیوں تھی؟ روایتی حکمت کے برعکس، ہر صوبے کے سب سے بڑے شہر میں باقی علاقوں / حلقوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ صنفی فرق (gender gap) موجود ہے۔ اس فرق کا تعلق مردوں کے اُن خیالات سے ہے جو وہ عورتوں کے ووٹ اور عورتوں کی سیاست اور عام انتخابات کی معلومات کے بارے میں رکھتے ہیں۔ معلومات کی کمی سیاست میں کم دلچسپی سے منسلک ہے، جو کہ سیاسی جماعتوں کی عورتوں کو براہ راست شامل کرنے اور اُن کے مسائل حل کرنے میں ناکامی سے وابستہ ہے۔ ان مسائل سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ ووٹر کو بہتر تعلیم دی جائے اور سیاسی جماعتیں عورتوں کو ساتھ لے کر چلیں تاکہ عورتیں 'سیاسی طور پر پوشیدہ' (politically invisible) نہ رہیں۔

پاکستان نے عالمگیر بالغ متادگار (Universal Adult Suffrage) یعنی ہر بالغ مرد یا عورت کو ووٹ ڈالنے کا حق 1956 میں اپنایا، جس کے بدولت ہر مرد اور عورت جو 18 سال یا اس سے زیادہ عمر کے ہیں انہیں ووٹ دینے کا حق قانونی طور پر حاصل ہے۔ البتہ، سیاسی شمولیت میں صنفی عدم مساوات 1970 سے بدستور جاری ہے جب پہلی بار قومی اسمبلی انتخابات اِس اصول کے بنیاد پر کرائے گئے۔ 2018 کے عام انتخابات میں مرد۔عورت ووٹر شمولیت کا فرق 9.1 فیصد رہا، جس میں مردوں کے مقابلے میں ایک کروڑ دس لاکھ کم خواتین نے اپنے ووٹ ڈالنے کے حق کو استعمال کیا۔ ورلڈ ویلیوز سروے (World Values 2010-2014 Survey) کے مختلف ممالک پر مبنی سروے معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود رپورٹ کیے گئے ووٹر شمولیت کے مطابق پاکستان کا شمار دنیا بھر کی جمہوریتوں میں سب سے زیادہ صنفی فرق پائے جانے والوں ممالک میں ہوتا ہے۔

ٹرن آؤٹ میں بڑھا ہوا صنفی فرق عام طور پر سماجی رکاوٹوں سے منسوب ہے جو کہ دیہی حلقوں کے قبائلی اور سماجی رواج سے تعلق رکھتا ہے۔ اس طرح کی تشخیص کے نتیجے میں پچھلی پارلیمان نے انتخابی ایکٹ 2017 پاس کیا جس کے تحت الیکشن کمیشن آف پاکستان (ECP) کو یہ اختیار ملا کے وہ اُن حلقوں یا پولنگ سٹیشنوں میں دوبارہ پولنگ کا حکم دے سکے جہاں سے اس کو یہ ثبوت ملا ہو کہ کسی معاہدے کے نتیجے میں عورتوں کو ووٹ ڈالنے سے روکا گیا۔

یہ ترقی پسند قانون سازی دیہی علاقوں کے لیے تو موثر ہوئی مگر اب تک یہ نہیں سمجھا جا سکا کہ بڑے شہروں میں ٹرن آؤٹ میں یہی صنفی فرق اتنا زیادہ کیسے ہے۔ ان حالات کے تناظر میں صنفی فرق کا تجزیہ بہت ضروری ہے کیونکہ پاکستان کے 10 لاکھ سے زائد افراد والے شہروں میں آبادی قریباً 4 فیصد کی سالانہ شرح سے بڑھی جو کہ قومی آبادی میں 1998 سے 2017 کے درمیان بڑھنے کی شرح سے دُگنی ہے۔

IDEAS-A4EA گھرانوں کے سروے کا طریقہ کار

ایک حالیہ IDEAS-A4EA (انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اینڈ اکنامک الٹرنیٹیوز ۔ ایکشن فار امپاورمنٹ اینڈ اکاؤنٹیبلٹی) کی تحقیق کے مطالعے نے گھرانوں کی سطح پر لاہور میں ایک سروے کا انعقاد کیا۔ لاہور ایک کروڑ دس لاکھ آبادی کے ساتھ پاکستان کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ سروے میں 2,500 گھرانوں کو رینڈم طریقے سے چنا گیا۔ ہر گھر سے ایک مرد اور ایک عورت کو انٹرویو کے لیے چنا گیا۔ اس طرح کل 5000 افراد جواب دہندہ ہوئے۔ سروے کے لیے سیمپل شہر کے کُل 14 میں سے 7 قومی حلقوں پر، اور شہر کے مقامی حکومتی وارڈز کے ایک تہائی حصے پر، مشتمل کیا گیا تھا۔ سروے کو 2018 کے انتخابات کے دن سے دو ماہ سے کم عرصہ قبل مکمل کیا گیا۔ علاوہ ازیں، انتخابات کے دو دن کے اندر جواب دہندگان کے انگوٹھوں کی اَن مٹ سیاہی کے مشاہدہ کرتے ہوئے، اس تحقیقی مطالعے نے انتخابات میں خواتین کے اصل ٹرن آؤٹ کی بھی توثیق کی۔ یہ مطالعہ سیمپل میں موجود 2500 خواتین میں سے 81 فیصد کے انگوٹھے دیکھنے میں کامیاب رہا، یہ تعین کرنے کے لیے کہ انہوں نے ووٹ دیا یا نہیں دیا۔

اس بریفنگ میں پیش کردہ خواتین ٹرن آؤٹ کے نتائج میں وہ سیمپل شامل ہیں جس کے لیے اَن مٹ سیاہی کی نشاندہی کی تصدیق کی گئی تھی۔ کوانٹیٹیو سروے (Quantitative survey) کے علاوہ اس ریسرچ کے لیے مقامی حکومت کے 10 وارڈز کے قریباً 250 مرد اور خواتین کے کوالیٹیٹو (Qualitative) انٹرویوز اور فوکس گروپ ڈسکشنز (FGDs) بھی کیے گئے تھے۔

Figure 1: سب سے بڑے شہروں کے بمقابل صوبے کے باقی علاقوں میں، ووٹر ٹرن آؤٹ میں صنفی فرق

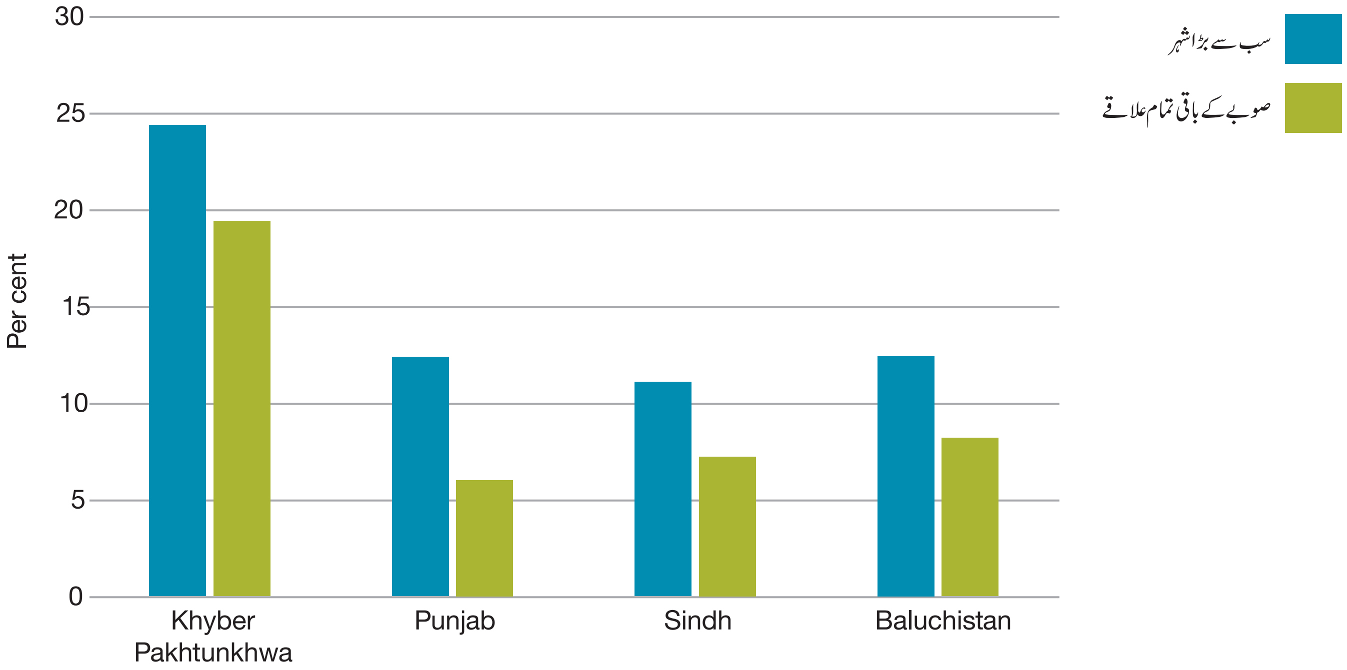

Figure 1 میں ہر صوبے کے سب سے بڑے شہر میں 2018 کے عام انتخابات کے ووٹر ٹرن آؤٹ میں صنفی فرق (gender gap) کا موازنہ صوبے کے باقی تمام حلقوں کی اوسط سے دکھایا گیا ہے۔ یہ ہر صوبے کے باقی حلقوں کے مقابلے میں سب سے بڑے شہر میں بہت زیادہ فرق نظر آتا ہے۔ سب سے زیادہ فرق پنجاب میں ہے جہاں لاہور کے ٹرن آؤٹ میں صنفی فرق (12.5 فیصد) صوبے کے باقی علاقوں کے فرق (6.3 فیصد) سے دُگنا ہے۔

یہ نمایاں طور پر زیادہ فرق پاکستان میں جمہوری نظام کو فروغ دینے میں حائل انتہائی ضروری مسئلہ کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ ایک معمہ بھی ہے کیونکہ بڑے شہروں میں عورتوں کو ووٹنگ میں روکنے سے متعلق مقامی بااثر لوگوں اور سیاسی کرداروں میں اتفاق کا ہونا بہت مشکل ہے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان (ECP) کی طرف سے 564 ایسے پولنگ سٹیشنز کی نشاندہی کی گئی تھی جہاں خواتین کو اپنا ووٹ ڈالنے کی اجازت نہیں ملی، جن میں سے صرف 9 فیصد کا تعلق سب سے بڑے شہروں میں سے تھا۔

پاکستان کے بڑے شہروں میں مردوں اور عورتوں کے انتخابی ٹرن آؤٹ میں اتنا بڑا فرق کیوں ہے؟

IDEAS کی تحقیق کے مطابق، جو کہ ایکشن فار امپاورمنٹ اینڈ اکاؤنٹیبلٹی (Action for Empowerment and Accountability- A4EA) پروگرام کے تحت کی گئی، لاہور کے ووٹر ٹرن آؤٹ میں صنفی فرق کو انفرادی اور گھریلو سطح پر موجود عناصر کے گٹھ جوڑ سے سمجھا جاسکتا ہے۔

خواتین کی سیاسی شمولیت کے بارے میں مَردوں کے خیالات

عورتوں کی سیاسی شمولیت کے بارے میں، گھر کی سطح پر سب سے اہم عنصر مردوں کے خیالات ہیں اور یہ کہ کِن حالات کے تحت مرد عورتوں کا ووٹ ڈالنا مناسب سمجھتے ہیں۔ A4EA کے مطالعے میں دیکھا گیا ہے کہ 8.3 فیصد مرد یہ سوچتے ہیں کہ عام انتخابات میں ان کے گھر کی خواتین کا ووٹ ڈالنا غیر مناسب ہے، اور یہ بات دیگر گھرانوں کے مقابلے میں اِن گھرانوں میں خواتین کے 11 فیصد کم ٹرن آؤٹ سے بھی منسلک ہے۔ نتائج یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ 30.4 فیصد مرد یہ سوچتے ہیں کہ عورتوں کا سیاست سے متعلق اپنی رائے دینا موزوں نہیں ہے اور 64 فیصد یہ سوچتے ہیں کہ خواتین کا سیاسی جماعتوں کا کارکن بننا مناسب نہیں۔ ان گھرانوں میں عورتوں کا ٹرن آؤٹ 7 فیصد کم تھا۔ حالانکہ گھریلو اقدار ایک اہم تشخیصی عمل ہے، اس مطالعے میں کمیونٹی کی بنیاد پر رکاوٹوں کی مثال نہیں مل سکی۔ تاہم سیمپل میں موجود گھرانوں میں مختلف کمیونٹیز کے گھریلو اقدار میں ایک دوسرے سے کافی حد تک فرق رجحانات پائے گئے ہیں: 54.9 فیصد مرد یہ خیال رکھتے ہیں کہ اگر اُن کے گھروں کی خواتین اُن سے مختلف طور پر ووٹ کرتی ہیں تو ان کو ووٹنگ سے روکنا غیر مناسب نہیں ہوگا؛ اسی طرح 43.4 فیصد مرد یہ سوچتے ہیں کہ اگر پولنگ سٹیشن پر لڑائی ہونیکے خدشات ہوں تو عورتوں کو ووٹنگ سے روکنا غیر مناسب نہیں ہوگا۔ اُن گھرانوں میں جہاں مرد حضرات ایسے خیالات رکھتے

’’عورتوں کے لیے اب بھی ووٹ ڈالنے کا اختیار مردوں کے ہاتھ میں ہے، اور بڑے شہروں میں عورتوں کے ٹرن آؤٹ میں فیصلہ کُن تعین مردوں کے انفرادی رویے اور سماجی معیارات کرتے ہیں۔‘‘

ہیں، وہاں عورتوں کا ووٹنگ ٹرن آؤٹ بالترتیب 4.5 فیصد اور 8.6 کم رہا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ، خواتین مردوں کی اِس سوچ کی نسبتاً کم تائید کرتی ہیں کہ مردوں کا اُن کو ووٹنگ سے روکنا غیر مناسب نہیں چاہے وہ ان سے مختلف طور پر ووٹ ڈالیں (30 فیصد) یا اگر پولنگ سٹیشن پر لڑائی کا اندیشہ ہو (36.4 فیصد)۔

خواتین کا سیاست، انتخابات اور ووٹنگ کے عمل کے بارے میں اپنا علم

خواتین کے ٹرن آؤٹ پر اثر انداز ہونے والا سب سے اہم انفرادی عنصر اُن کا سیاست، انتخابات اور ووٹنگ کے عمل کے بارے میں اپنا علم تھا۔ ایک سروے، جو کہ IDEAS-A4EA کا حصّہ تھا، میں جوابدہندگان سے پوچھا گیا کہ کیا ان کو معلوم ہے کہ قومی اور صوبائی انتخابات ایک ہی دن ہو رہے ہیں، کیا بیلَٹ پیپر (ballot paper) پر امید واروں کی تصاویر ہونگی، کیا ووٹ ڈالتے وقت بیلَٹ پیپر پر دستخط کرنا ہونگے، اور کیا 2018 کے انتخابات سے قبل نئی حلقہ بندیاں ہوئی تھی۔ ان سوالات کے جوابات کو جمع کر کے ایک ''انتخابی عمل کے علم کا انڈیکس'' بنایا گیا جس میں بڑے سکور سے مراد زیادہ علم تھا جو کہ زیادہ صحیح جوابات پر مبنی تھا۔ انتخابی عمل کے بارے میں عورتوں کے علم میں ایک standard deviation اضافہ اصل میں تین فیصد پوائنٹس زیادہ ٹرن آؤٹ سے وابسطہ تھا۔

ایک 'سیاسی علم کا انڈیکس' بھی بنایا گیا جو کہ جوابدہنگان کی پاکستان کے چار اہم سیاسی جماعتوں کے نعروں اور انتخابی نشانات کی معلومات پر مبنی تھا۔ یہاں بھی زیادہ سکور زیادہ معلومات کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ ایک standard deviation کا اضافہ تین فیصد پوائنٹس زیادہ ٹرن آؤٹ سے وابسطہ تھا۔ یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ سیاست کے بارے میں معلومات عورتوں کے ٹرن آؤٹ سے براہِ راست منسلک ہے۔

سیمپل میں لیے گئے گھروں کے اندر سیاست اور انتخابی عمل کے بارے میں علم ہونے میں بھی کافی صنفی فرق نظر آتا ہے۔ خواتین میں سیاسی کم علمی ان کی سیاست میں دلچسپی سے گہرے طور پر منسلک ہے، اور یہ ظاہری طور پر سیاسی جماعتوں اور خواتین ووٹرز کے درمیان کم رابطے کا ذریعہ معلوم ہوتی ہے۔ فوکس گروپ ڈسکشنز (FGDs) میں عورتوں کی طرف سے عام طور پر فطری جواب یہ ہے کہ وہ محسوس کرتی ہیں کہ وہ سیاسی جماعتوں کے لیے پوشیدہ ہیں اور یہ کہ ان کے مسائل اہمیت نہیں رکھتے۔ سیاسی جماعتوں اور خواتین کے درمیان کم رابطے کی وجہ سیاسی جماعتوں کے کارکنان کے صنفی رویے ہیں: سیاسی کارکنان عمومی طور پر گھروں میں موجود خواتین کو متحرک کرنے کے لیے مردوں پر ہی انحصار کرتے ہیں۔ سیمپل میں 22 فیصد خواتین نے یہ بتایا کہ گزشتہ 2013 کے انتخابات سے پہلے کے دنوں میں کسی نہ کسی سیاسی جماعت کے نمائندے نے ان کے گھر کا دورہ کیا۔ اِن خواتین میں سے تقریباً نصف (47 فیصد) نے رپورٹ کیا کہ پارٹی نمائندے نے گھر کی خواتین سے بات کرنے کی کوشش کی تھی۔ ایسا ہونے کا امکان کہیں زیادہ تھا جب سیاسی جماعت نے صرف ایک مرد نمائندہ بھیجا۔ بڑے شہروں میں عورتوں کی سیاست سے غیر وابستگی کا ایک اہم پہلو خواتین کارکنوں اور رہنماؤں کی بنیاد کو مضبوط نہ بنانا ہے۔

عورتوں کا ٹرن آؤٹ کیوں اہمیت رکھتا ہے؟

جیسا کہ سسٹینبل ڈولپمنٹ گولز (SDGs)، ایس ڈی جی 5 میں طے پایا، 'صنفی مساوات صرف ایک بنیادی حق نہیں بلکہ ایک پر امن، خوشحال اور پائیدار دنیا کے لیے ایک لازمی بنیاد ہے'۔ سیاسی شمولیت میں صنفی مساوات کو یقینی بنانا اس لیے بھی اہم ہے، جیسا کہ A4EA سروے میں دیکھا گیا، کہ کم از کم بڑے شہروں کے کچھ پالیسی معاملات میں عورتوں کو جن مسائل کا سامنا ہے وہ مردوں کے مسائل سے قدرے مختلف ہیں۔ خواتین صاف پانی کی فراہمی اور مہنگائی کو روکنے کے معاملات پر حلقے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ بالترتیب 9.2 فیصد اور 9 فیصد مردوں کے مقابلے میں 18.3 فیصد اور 16.1 فیصد خواتین نے 2018 کے انتخابات سے قبل کے دنوں میں ان مسائل کو عوامی پالیسی کے معاملات میں سب سے اہم قرار دیا تھا۔ اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ انتخابی شمولیت میں صنفی مساوات میں بہتری سے سیاسی میدان میں کن مسائل کو نمائندگی ملتی ہے نمایاں طور پر اثر انداز ہوسکتا ہے اور اہم مسائل جیسے اس ڈی جی 6 (صاف پانی اور حفظان صحت) کے لیے انتخابی حلقے کو مظبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔

اسی طرح، سیمپل میں موجود 34.5 فیصد مردوں کے مقابلے میں 61 فیصد عورتوں کا کہنا تھا کہ عورتوں کا انتخابات میں بطور امید وار کھڑا ہونا مناسب بات ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کی مساوی نمائندگی کے لیے وہ خود ایک اہم جُزو ہیں، اور یہ 'پاکستان کی خواتین پارلیمان ممبران کا کس (Caucus)' اور عورتوں کے درجے پر قومی اور صوبائی کمیشنز کا ایک اہم مطالبہ ہے۔ انتخابی شرکت میں زیادہ صنفی مساوات کے ذریعے پارلیمانی نمائندگی میں صنفی مساوات کو فروغ مل سکتی ہے۔

''فوکس گروپ ڈسکشنز (FGDs) میں عورتوں کی طرف سے عام طور پر فطری جواب یہ ہے کہ وہ محسوس کرتی ہیں کہ وہ سیاسی جماعتوں کے لیے پوشیدہ ہیں اور یہ کہ ان کے مسائل اہمیت نہیں رکھتے۔''

پالیسی سفارشات

بڑے پاکستانی شہروں کے اندر انتخابی ٹرن آؤٹ میں صنفی فرق پیچیدہ سماجی تعامل کا عکاس ہے اور اس مسائل سے نمٹنے کے لیے الیکشن کمیشن آف پاکستان، سیاسی جماعتوں اور سول سوسائٹی تنظیموں کے درمیان باہمی تعاون اور مظبوط ایکشن کی ضرورت ہے۔

بڑے شہروں کے تناظر میں خواتین کے ٹرن آؤٹ میں مزید اضافے کے لیے مردوں اور عورتوں کے مخصوص نشانہ بنانے والے ووٹر تعلیمی مہموں کو استعمال کیا جانا چاہیے۔ IDEAS-A4EA ریسرچ نے ایک غیر جانبدارانہ ووٹر تعلیمی مہم کا جائزہ لیا، جو کہ نامور CSOs، عورت فاؤنڈیشن، اور ساؤتھ ایشیا پارٹنر شپ (SAP-PK)، کے ذریعے لاہور میں 2018 کے انتخابات سے پہلے چلائی گئی تھی۔ یہ 20 منٹ کی مہم اس انداز سے تشکیل دی گئی تھی کہ یہ مہم خواتین ووٹرز کو آگاہ کرے اور ووٹ ڈالنے کی طرف ان کی حوصلہ افزائی کرے۔ اس میں ایک اضافی جُز وشامل تھا جو مردوں کی طرف مرکوز تھا تا کہ ان کو اس بات کی طرف راغب کیا جائے کہ وہ انتخابات کے دن عورتوں کے ووٹ دینے کے حق کے لیے متحرک کردار ادا کریں۔

رینڈمائیزڈ کنٹرول ٹرائل (RCT) کے ڈیزائن کو استعمال کرتے ہوئے مہم کے 3 مختلف اقسام (Variants) کا جائزہ لیا گیا تھا۔ سیمپل گھرانوں کے ایک تہائی سیمپل (Variant 1) میں صرف خواتین کو مہم کا فوکس بنایا گیا، ایک تہائی سیمپل (Variant 2) میں صرف مردوں کو مہم کا فوکس بنایا گیا تھا، اور ایک تہائی سیمپل (Variant 3) میں دونوں خواتین اور مردوں کو مہم کا فوکس بنایا گیا تھا۔ Variant 3 میں مہم کا سب سے زیادہ اثر ملا اور عورتوں کا ٹرن آؤٹ 8 فیصد پوائنٹس بڑھ گیا۔

بڑے شہروں کے تناظر میں خواتین کے ٹرن آؤٹ میں اضافے کے لیے سیاسی جماعتوں کی مربوط کوششوں کی ضرورت ہوگی جس سے اُن کے ساتھ براہِ راست رابطے میں آیا جائے اور اُن کے 'سیاسی طور پر پوشیدہ' (politically invisible) ہونے کے تاثر کو کم کیا جائے۔ البتہ سیاسی جماعتوں کے لیے خواتین ووٹرز تک پہنچنا تب تک مشکل ہوگا جب تک کہ وہ خواتین کارکنان کی تعداد نہ بڑھائیں اور خواتین کو عام نشستوں پر انتخاب میں مقابلہ کرنے والے پُول میں زیادہ نمائندگی نہ دیں۔ ایک تحقیق کے مطابق مقامی سطح پر بھارت کے تناظر میں صنفی کوٹہ کے تحت کسی علاقے میں ایک عورت کا نمائندہ لازم ہونے کے نتیجے میں خواتین شہریوں کی طرف سے ترجیح شدہ سامان/ سہولیات کی فراہمی میں اضافہ ہوسکتا ہے اور لڑکیوں کے آگے بڑھنے کی خواہشات اور تعلیمی حصول بڑھ سکتا ہے۔ مزید یہ کہ خواتین نمائندوں کے آگے آنے سے عورتوں کے قیادت لینے والے کرداروں کے بارے میں خیالات میں دیرپا تبدیلی آسکتی ہے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان (ECP) کے لیے ضروری ہے کہ وہ سیاسی جماعتوں میں خواتین ووٹرز کی اہمیت اور ان کے اہم ووٹر ہونے کی صلاحیت کی اہمیت کے بارے میں زیادہ شعور پیدا کرے۔

خواتین کی 'سیاسی پوشیدگی' کو کم کرنے کا ایک اور طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ خواتین کے کلیکٹوز (Collectives) بنائیں جائیں، جس سے اُن کو عوامی خدمت کی تحصیل اور بجٹنگ میں شہری آڈٹرز (auditors) کے طور پر آواز مل سکے۔ بھارت میں دیگر تحقیقی مطالعات سے پتا چلا ہے کہ دیگر خواتین کے ساتھ اقتصادی نیٹ ورک (خود مدد کے گروپوں) میں خواتین کی شرکت سے ان کے مقامی سیاست کی سرگرمیوں میں شمولیت میں اضافہ ہوتا ہے جو کہ خواتین کی بڑھتی ہوئی شہری سرگرمی کی مہارت (civic skills)، زیادہ معلومات اور اجتمائی کاروائی کی صلاحیت سے ممکن ہوسکا۔ خواتین کی سیاسی شمولیت میں اضافے کا امکان خواتین پر مبنی ترقیاتی منصوبوں سے منسلک ہیں۔ اس کے برعکس دیہاتی خواتین کونسلز میں جو خواتین شرکت کرکے اپنی آواز اٹھاتی ہیں ان کی بات سنی جانے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔

انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اینڈ اکنامک الٹرنیٹیوز (IDEAS) تحقیق اور پالیسی کا ادارہ ہے جو کہ لاہور میں واقع ہے۔ IDEAS جون 2012 میں اوپن سوسائیٹی فاؤنڈیشن (OSF) کے تعاون سے ثبوت پر مبنی عوامی پالیسی تحقیق کے نقطہ نظر کے ساتھ قائم کیا گیا۔ IDEAS چار اہم موضوعات میں پالیسی کی تحقیقات کرتا ہے: سیاسی معیشت، گورنمنٹ اور ادارے، انسانی ترقی، مالی وفاقی اور عوامی مالیات، اور حاشیہ اور سماجی علیحدگی۔

مزید پڑھنے کے لیے

Beaman, L.; Chattopadhyay, R.; Duflo, E.; Pande, R. and Topalova, P. (2009) 'Powerful Women: Does Exposure Reduce Bias?', The Quarterly Journal of Economics 124.4: 1497–540

Parthasarathy, R.; Rao, V. and Palaniswamy, N. (2017) Unheard Voices: The Challenge of Inducing Women's Civic Speech, Policy Research Working Paper 8120, Washington DC: World Bank Group

Prillaman, S. (2017) 'Strength in Numbers: How Women's Networks Close India's Political Gender Gap', Graduate Student Associate Seminar, The Lakshmi Mittal and Family South Asia Institute, Harvard University, 28 February 2017

کریڈیٹس

یہ IDEAS (انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اینڈ اکنامک الٹرنیٹیوز) پالیسی بریفنگ علی چیمہ، سارہ خان، اسد لیاقت، شندانا خان مہمند اور انعم قریشی نے تحریر کیا ہے، ایملی ویلسن نے اس کو edit کیا ہے اور ذُلفیقار علی نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ ایکشن فار امپاورمنٹ اینڈ اکاؤنٹبلٹی (A4EA) کی طرف سے تیار کیا گیا ہے، جو کہ ایک بین الاقوامی تحقیقی پروگرام ہے۔ یہ ادارہ اس بات کی تحقیق کرتا ہے کہ کیسے نازک، تنازع اور تشدد کے حالات میں سماجی اور سیاسی عمل بااختیار ہونے اور احتساب کی طرف لے کر جاتا ہے۔

اس پالیسی بریفنگ میں بیان کردہ رائے مصنفین کی ہیں اور ضروری نہیں کہ یہ IDEAS، A4EA، عورت فاؤنڈیشن، اور ساؤتھ ایشیا پارٹنر شپ کے خیالات یا پالیسیوں کی عکاسی کریں۔

© Institute of Development and Economic Alternatives, 2019.

Institute of Development and Economic Alternatives (IDEAS)
19-A, F.C.C., Gulberg IV, Lahore, Pakistan.
W: http://www.ideaspak.org/ P: +92-42-35778178/9 E: admin@ideaspak.org
facebook.com/idealternatives @ideaspak